رجسٹرڈ نمبر ایل ۲۰۳۷

منشی مشکور علی صاحب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حب وطن از ملک سلیمان خوشتر — خار وطن از سنبل و ریحان خوشتر
یوسف کہ بمصر بادشاہی میکرد — میگفت گدا بودن کنعان خوشتر

کاکوری اخبار

پندرہ روزہ

جلد ۷ | کاکوری چہار شنبہ یکم جنوری ۱۹۴۱ء مطابق ۲ ذی الحجہ ۱۳۵۹ھ | نمبر ۱۷

ادبیات

(غزل از منشی اعجاز حسین علوی اعجاز مرحوم کاکوروی)

سماں ہو وہ دم بھر کا آنا ہو تو آجاؤ — بیمار محبت کو دیدار دکھا جاؤ
پہلو سے مرے اُٹھ کر تم جاتے تو ہو لیکن — دزدیدہ نگاہوں سے اک تیر لگا جاؤ
عشاق کی نظروں میں وہ طور ہے موسیٰ کا — جس آنکھ میں تم آؤ جس دل میں سما جاؤ
ہم مر بھی گئے لیکن شوخی ہے وہ جو کہے — سر کھول کے کفن بولے حافظ ہے خدا جاؤ
ہم خاک بسر کب سے اب دیکھیے کیا حاصل — آئے ہو جو تربت پر دو پھول چڑھا جاؤ

دو آکے کفن لے جان اعجاز کی میت کو
منت ہے عزیزوں کی اسکو تو بڑھا جاؤ

قطعہ تاریخ انتقال پُرملال مولوی حیدر حسن عباسی نشتر مرحوم

ہائے ہم سے چھن گیا حیدر حسن — ہائے دل میں چبھ کے نشتر رہ گئے
کر دیا مدفون اُف لخت جگر — اُف کلیجے کو پکڑ کر رہ گئے
کون لکھتا تیس تاریخ فراق — کہہ کے با حسرت مکرر رہ گئے

۱۳۵۸ھ

(مادہ تاریخ) رضینا باللہ احکم الحاکمین

مادہ تاریخ انتقال مولوی ضیاء الدین احمد خنجر بی-اے مرحوم

رضینا باللہ کیف الانام
۱۳۵۷ھ

پیارے نبی کے پیارے کلمات

(آداب مجلس)

رستوں میں بیٹھنے سے پرہیز کرو اگر تمہیں وہاں بیٹھنا ہی ہے تو راستے کے حق ادا کرو۔ راستوں میں بیٹھو تو نظریں نیچی رکھو۔ کسی کو ایذا نہ پہنچاؤ۔ سلام کا جواب دو۔ نیک کام کی ہدایت کرو۔ برے کاموں سے روکو۔ مصیبت زدہ کی فریاد رسی کرو اور بھولے ہوئے کو راستہ بتلاؤ۔ (ابوداؤد)

جب تین شخص بیٹھے ہوں تو تیسرے کو چھوڑ کر دوسرے سے سرگوشی کرنے سے وہ آزردہ ہوگا۔ (ابوداؤد)

جو شخص اس بات سے خوش ہو کہ لوگ اُسکے لیے (تعظیماً) کھڑے ہو جائیں وہ سمجھ لے کہ اُسکا ٹھکانا آگ ہے۔ (ترمذی)

کوئی کسی کو اُسکی جگہ سے اسلئے نہ اُٹھائے کہ اُس جگہ پر آپ بیٹھے۔

کسی آدمی کیلئے روا نہیں کہ دو آدمیوں کے درمیان اُن کی اجازت کے بغیر بیٹھ جائے یا کوئی شخص کسی حاجت کیلئے اُٹھے تو جب پھر آئے اپنی جگہ پر اُسکا حق زیادہ ہے۔ (ترمذی)

(ماخوذ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کاکوری اخبار

جلد ۷	کاکوری چہار شنبہ یکم جنوری ۱۹۴۷ء	نمبر ۱

بانحضرت سن عیسوی سال نو مبارک

عملی کام

انسان کی پیدائش کی اصل غرض صرف کھانا، پینا، سونا، اور خواہشات کا پورا ہونا نہیں ہے یہ سب کچھ تو حیوان بھی کرتے ہیں۔ غریب بھائیوں کی بینوائی، بیواؤں کی مجبوری، یتیموں کی بے کسی، بیماروں اور مسافروں کی تکالیف سے چشم پوشی محض اپنی تن پروری اور شخصی زندگی کی بقا کیلئے جد و جہد ایک حیوانی جذبہ ہے۔ حسب وسعت محتاجوں کی مالی امداد سے گریز صریحاً کفران نعمت۔ نیک سلوک اور حسن معاملہ سے اپنے بھائیوں کی خاطر داری دلجوئی نہ کرنا، خود مطلبی، نا اتفاقی اور پھوٹ کی تمام راہیں بند نہ کرنا عین تماشہ بینی ہے۔ دنیا میں بہترین عبادت یہ ہے کہ خدمت خلق اور ہمدردی کیلئے اپنے آپ کو وقف کر دیا جائے۔ بنی نوع انسان کے کام آنا اور اپنے ہم جنسوں کے فائدہ کیلئے کوشاں رہنا خدا کو خوش کرنے کی ایک پسندیدہ خصلت ہے۔ جسکے لئے ہم اپنے ارباب وطن سے عموماً اور مسلم لیگ والوں سے خصوصاً درخواست کرینگے کہ ہم میں سے ہر شخص کے دل میں یہی آرزو منشائے الٰہی کے تحت پیدا ہونا چاہئے اور مرضی مولا کی طلب کو لازم سمجھ کر میدان عمل میں گامزن ہو کر دنیا کو دکھا دیں کہ ہمارا قصبہ جو کبھی تمام اچھی باتوں کا حامل تھا اور اب بتداد زمانہ سے انتہائی ادبار کی طرف جا رہا ہے کیونکر پھر عروج و ترقی حاصل کر سکتا ہے۔ ہم ذیل میں چند باتیں عرض کرتے ہیں اگر انپر انفرادی اور اجتماعی حیثیت سے عمل کیا جائے تو ہم بہت کچھ اپنے کھوئے ہوئے وقار کو حاصل کرنے میں کامیاب ہو سکتے ہیں۔

۱۔ **تنظیم ملت۔** اگر ہم میں سے ہر شخص اسپر تیار ہو جائے اور اس کی اہمیت کو سمجھے تو موجودہ پارٹی بازی اور تعصب خاندانی کے زہریلے جراثیم جو ایک دوسرے کے دلوں میں اسقدر سرایت کر چکے ہیں اور انپر کسی داخلی و خارجی علاج کا اثر نہیں ہوتا۔ ان حالات کے باوجود بھی اگر ہم اپنے دلوں میں ٹھان لیں اور کوشش و سعی پیہم میں لگ جائیں تو کوئی وجہ نہیں کہ ہمارے فردی اختلافات نہ مٹ جائیں اور ہمارے قصبہ میں قرون اولیٰ کی یکجہتی اور اتفاق و اتحاد کی لہر نہ دوڑ جائے۔ کیونکہ اگر نا اتفاقی کی عمر دراز ہوئی تو خدانخواستہ موجودہ ادبار سے زیادہ ہم پستی و نکبت کے گڑھے میں گرتے چلے جائینگے۔ ہم ایمانداری سے سوچیں تو ہمیں اقرار کرنا پڑیگا کہ یہی پارٹی بندیاں اسلام کے تکڑے کرنے کی ذمہ دار ہیں۔ مسلمانوں کی عموماً اور ہمارے ارباب وطن کی خصوصاً یہی بیچارگی، منافقت اور تنگ نظری ہماری فلاکت کا سبب بنی ہوئی ہیں۔

۲۔ **اصلاح رسوم۔** شادی بیاہ و دیگر تقریبات میں ابھی تک بہت سی فضول رسمیں جاری ہیں۔ انکو مٹانے کی جد و جہد اپنا فرض سمجھیں اور جو داغ بیل ہمارے بعض بزرگان وطن کچھ عرصہ قبل ڈال گئے ہیں اُسکا احیا کرتے ہوئے اب بھی بہت سی فضول خرچیوں اور غیر شرعی رسوم کو ترک کرانا چاہئے اور اسکے لئے خاص طور پر سعی بلیغ کی جائے کہ شادی بیاہ کے موقع پر اسراف نہونے پائے اور قرض نہ لینا پڑے کہ بعد کو سود در سود کی لعنت مین گرفتار ہو کر شادی و تقریب سے جو خوشی ہوئی ہے وہ مبدل بہ کلفت اور رنج و پریشانی ہو۔ معمولی معمولی ادائے فرض کو جو تقریب کی صورت دیدیجاتی ہے اور انمیں دلی حوصلے نکلے جاتے ہیں اُنکے خلاف پورے طور پر کوشش ہونا چاہئے مردوں کا جہانتک تعلق ہے وہ بڑی حد تک اسکو سمجھ چکے ہیں عورتوں کو تلقین کی بہت زیادہ ضرورت ہے کہ وہ بیجا جذبات کو ردکیں اور اپنی ضد و اصرار سے مردوں کو مجبور کر کے نہ صرف پریشان ہی کریں بلکہ آئندہ کے نتائج پر غور کر کے مردوں کو قرض کی مصیبت سے

بچائیں۔ ساتھ ہی بے پردگی اور زیبائش و آرائش کی دعوت نظارگی کی وبا کو جلد از جلد روکا جائے اور بغیر کسی جھجک ڈر کے برقعہ کا صحیح استعمال مستورات کو بتلایا جائے۔

۳۔ **خدمت خلق**۔ مفلس نادار مردوں، عورتوں اور مریضوں کی امداد سے ہم کو کسی صورت میں دریغ نہ کرنا چاہئے۔ نیک سلوک اور حسن معاملت سے اپنے غریب اہل وطن کے ساتھ پیش آیا جائے اور انکی خاطرداری و دلجوئی کے موقع کو ہاتھ سے نہ دیا جائے اور حسب وسعت غریبوں و محتاجوں اور اہل غرض بھائیوں کی امداد کی جائے۔ بیواؤں اور یتیموں کی امداد کا خیال خاص طور پر رکھا جائے کیونکہ حقیقی امداد کے مستحق وہی ہیں جنکے چہرے پر فاقہ کشی، بے سر و سامانی، بیکسی دیکھنے میں آتی ہے۔ سب سے بڑا اجر و ثواب بیوہ و یتیم کی امداد کرنا ہے۔

ہم کو امید ہے کہ ہماری اپیل پر ہمارے جملہ اہل وطن سچے دل سے غور کر کے جلد عامل ہونگے اور ہر قسم کی پارٹی بازی کے بجائے اپنے اندر اخوت عامہ کا درد پیدا کرتے ہوئے ناموری اور داد خواہی سے بے پرواہ ہو کر صرف مرضی مولا کی طلب کو لازم سمجھ کر مجاہدہ عمل شروع کر دینگے۔

خمار بارہ بنکوی

(از ناظر صاحب کاکوروی)

گذشتہ نومبر میں عرصہ دراز کے بعد شوال کے فاتحہ میں آستانۂ کاظمیہ پر حاضری کا شرف نصیب ہوا۔ حسن اتفاق سے مولوی محمد قاسم صاحب حیدری انسپکٹر رجسٹری کانپور بھی میرے ساتھ تھے انھوں نے ایک نوجوان شاعر خمار کے کلام کی بے حد تعریف کی جو بارہ بنکی سے تشریف لائے تھے۔ میں نے ابتک ان شاعر صاحب کا نام نہ سنا تھا۔ اشتیاق ہوا۔ معلوم ہوا کہ خمار صاحب اصل میں ملیح آباد کے باشندے تھے مگر اب بارہ بنکی میں رہتے ہیں ابھی نوجوان ہیں اور شکل سے ۲۲-۲۳ سال کا سن ہوگا۔ ذہانت اور شعریت انکے رگ و پے میں جاری و ساری ہے اور سرتاپا موسیقیت میں غرق ہیں۔

فاتحہ کے بعد خمار صاحب سے تعارف ہوا اُن کا کلام بھی سنا میں دعوے سے کہہ سکتا ہوں کہ ایسا شاعر اُنکے معاصرین (نوجوان شعرا کی جماعت) میں مشکل سے ملیگا انکی شاعری میں عرفان ہجر محبت کی وارفتگیاں ہیں دل کی مختلف کیفیات کا عکس ہے وہ راہ محبت میں کھو چکے ہیں اور اب انتہا تمام عالم کو کھو دینا چاہتے ہیں

اگر شاعری نام ہے گذری ہوئی داستانوں کے لطف سے بیان کرنے کا تو اس معیار پر خمار بہت کچھ سامان لطف مہیا کر سکتے ہیں اُنکے ادبی میخانے میں شب تار کی آہیں بھی ملینگی اور مصیبتوں کی دردناک کہانیاں بھی۔ وصل و ہجر کے افسانے بھی کہیں کہیں جلوہ گر نظر آئینگے لیکن جس خصوصیت نے اُنکے شاعرانہ وقار کو اُنکے معاصرین میں ممتاز کر دیا ہے وہ اُن کا جوش و خروش ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ وہ ارسطاطالیس۔ سقراط اور گوئٹے کا فلسفہ نظم کرتے ہیں ممکن ہے کہ صحیح ہو، لیکن اصل یہ ہے کہ خمار ایک افسانہ نگار ہیں اور وہ خود کسی افسانہ کے بہترین ہیرو بن سکتے ہیں۔

خمار کا کلام انکی آپ بیتی کہانیوں کا مجموعہ ہے اور وہ فطرت کی جانب سے محبت کی دشوار گذار وادیوں میں مٹنے اور فنا ہونے کیلئے پیدا کئے گئے ہیں وہ اس لطف سے بھی واقف ہیں کہ سوئی سے زخم کو کس طرح چھیڑا جاتا ہے اور قلب زار کی سوزش اور تڑپ کس طرح بجھائی جا سکتی ہے اُنھوں نے محبت کی ہجر اور اُسکے لطیف لیکن بظاہر تلخ تجربات سے کماحقہ واقف ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ وہ "کسی" سے ناامید ہو کر "کرم" کی بھیک مانگتے ہیں لیکن "ستم" کی بارش موسلا دھار ہوتی ہے۔ خمار اس سے گھبراتے نہیں۔ یہی خمار کی شاعری کا ماحصل ہے۔ تصوف کی چاشنی نے انکے کلام میں سونے پر سہاگہ کا کام دیا ہے۔ وہ انسانیت کے

تراپ پر نہایت آزادی سے اپنے تجربات حیات ایک بھٹک جانے والے سائل کی طرح دنیا والوں کو سناتے ہیں اس سے مطلب نہیں کہ کوئی سُنے یا نہ سُنے کوئی آنکھ پرنم نظر آئے یا نہ آئے کسی قلب زار میں تڑپ پیدا ہو یا نہ ہو اُن کا ماحصل حیات تو اپنے محبت کے داغوں کو از سر نو زندہ کرنا ہے اور دل کے سوئے ہوئے ارمانوں کی بستی میں "وفا" کا دیا جلا کر بیداری کرنا ہے — لیکن یہ "دیا" آنسوؤں کے لہو سے جلایا جائیگا۔ خمار کا یہ رنگ گو حد درجہ کیف آور ہے لیکن بہت ممکن ہے کہ خمار بھی کشش کی جانشینی میں کسی فیضی براؤن کے زلف سیہ میں اسیر ہوں جو آخر اس بیمار دل کا کام تمام کردے ؎

اُلٹی ہوگئیں سب تدبیریں کچھ نہ دوا نے کام کیا
اس بیماری غم نے آخر دیکھا کام تمام کیا

اُنکی شاعری رنگینی تخیل۔ موسیقیت اور نزاکت ادا کی لطیف آمیزش کی حسین مخلوق ہے۔ یہ محاسن خمار کے کلام میں اس درجہ گھلے ملے نظر آتے ہیں کہ ایک کا دوسرے سے جدا کرنا ناممکن ہوگیا ہے۔ خمار کا کلام بہت پڑھا جائیگا ناقدین کرام فرصت کے اوقات میں اُنکے اعلےٰ خیالات کی داد دینگے۔ لیکن خمار کو ان چیزوں سے کیا علاقہ۔ وہ تو کسی دوسری منزل کی طرف بیتابی سے دوڑے سپٹے چلے جارہے ہیں اور ایک دن وہ بھی آکر رہیگا کہ خمار کی سحرکاریاں ایک عالم کو مسحور و مخمور بنا لینگی اور وہ اپنی شاعرانہ سرمستیوں سے دنیائے ادب پر یکسر چھا جائینگے بشرط زندگی!!

کلام کا نمونہ ملاحظہ ہو:—

ملگئی داد غم زیست کی دیوانے کو — شمع کی گود میں موت آئی ہے پروانے کو
عاشقی اور بقید شوق کفر ہے عاشقی نہیں
اُسکی خوشی پہ جان دے تیری خوشی خوشی نہیں
اب اتنی رہ و رسم ہے زندگی سے — کہ جیسے ملے اجنبی اجنبی سے
سکوں تیرے قدموں سے لپٹا رہیگا — گذر جا حدود ملال و خوشی سے
جدا ہو کے مجھ سے کوئی جارہا ہے — گلے مل رہی ہے اجل زندگی سے
قبضہ میں اب رہی نہ قابو میں جیب ہے — بیتابی بجز یہ وہ کوچہ تو نہیں ہے
اللہ ری تصور کی ستائی ہوئی آنکھیں — وہ سامنے ہیں اور نظر مجھ کو نہیں ہے
رہنا ترے کوچے میں خوشی پر تری مرنا — ہم عشق کے ماروں کی یہ دنیا ہے وہ دیں ہے
واقف نہیں تم اپنی نگاہوں کے اثر سے — اس راز کو پوچھو کسی برباد نظر سے
آپ کی ضد بے محل سے اے کلیم — سب کی نظروں کا اعتبار گیا
اشک بہ کے سر خاک جب گرنے لگے — ہمیں پھر تو ترے دامن کو بہت یاد کیا
طبیعت زندگی سے بدگماں معلوم ہوتی ہے — محبت چشم بد دور اب جواں معلوم ہوتی ہے
سجدوں کی رسم کہنہ کو ہوش گنوا کے بھول جا
سنگِ در حبیب پر سر کو جھکا کے بھول جا

(باقی صفحہ ۱۲ پر)

وداع

(ایک نو عمر لڑکی کے قلم سے)

ایک زمانہ وہ تھا کہ میرے تخیلات کی دنیا وسیع تھی ہر چیز سرسبز و شاداب نظر آتی تھی اور میں اسمیں محو تھی اس کیف بھری حالت میں مجھے اپنا اور تمہارا اسکے سوا کچھ خیال نہ تھا دل یہ چاہتا تھا کہ دامن کوہ ہو پہاڑ کی چوٹیاں سرسبز نظر آرہی ہوں کالی کالی متوالی گھٹائیں عقب کوہ سے رونما ہوتی ہوں عندلیب بیقرار اپنے پرسوز نغموں سے فضا کو مدہوش کرتی ہو۔ دامن کوہ کی مستانہ ہوائیں چلتی ہوں چار سو رنگ برنگ کے پھول شگفتہ ہوں کلیوں کے چہروں پر ہلکا ہلکا تبسم رقص کناں ہو کوئل کی دلکش کوک پیام مسرت دے رہی ہو ماہ کامل منہ پر ابر سیاہ کا نقاب ڈالے سحر کے نورانی پرتو سے ماند ہو رہا ہو کبھی کبھی اسکی نورانی کرنیں دنیا کو ضیا بخشتے ہوں۔ برگد کے درخت پر طاؤس فرط طرب سے بے چین ہو ہو کر صبح کی آمد کے نعرے بلند کر رہا ہو۔ حسین پھولوں کی ڈالیاں ایک دوسرے کے گلے میں باہیں ڈالکر محبت کے راز و نیاز میں مصروف ہوں تاریکی شب نور سحر سے گلے مل رہی ہو ہلکی ہلکی پھوار پڑ رہی ہو

چشمے کا صاف پانی جھاڑیوں میں چمک رہا ہو۔ اسکی معصوم لہریں شوخیاں کرتی ہوں نازک اندام پودوں کی ڈالیاں بادِ نسیم کے نرم جھونکوں سے مست ہو ہو کر والہانہ انداز سے سطح آب کو چومتی ہوں حسن کائنات کے ذرے ذرے پر مہربان ہو اور ہر چیز کو سراپا حسن بنا کر صانع قدرت کی زبردست یاد دلاتی ہو آہ اس سہانے وقت میں میں اور تم سہ

کہ بس جائیں سکھی چاند کی آبادی میں
پھر سکوں سانس لیں اک وادی آزادی میں

دنیا کے انقلاب کے ساتھ میرے تخیلات کی دنیا نے بھی پلٹا کھایا آنکھیں کھلیں معلوم ہوا خواب تھا جو کچھ کہ دیکھا جو سنا افسانہ تھا۔ ہر طرف یہی دھوم تھی کہ آج میری عزیز ترین سہیلی کی رخصتی ہے کون وہ جو مجھے بیحد عزیز تھی وہ ہمیشہ کیلئے ایک ایسی دنیا میں بھیجی جا رہی ہے جس سے وہ قطعی ناواقف تھی ساتھ ہی ساتھ اسکی اس آزادی کو جو اسکو حاصل تھی ختم کیا جا رہا تھا وہ ہمیشہ کیلئے مجھ سے جدا کی جا رہی تھی لینا ممکن نہ تھا مگر اب پر سلے بس کا تھا۔ جب اپنا اختیار تھا کانوں نے یہ سنا تیر کی طرح جا کر دل میں لگا دماغ ماؤف ہوگیا اور میں کھو گئی مجھے اپنے سراپا کا ہوش نہ رہا ایسی حالت میں دیکھتی کیا ہوں۔

باغ میں بسنت آگیا پودے خوشی سے جھوم اٹھے پھول ہنسنے لگے لیکن میرے دل کی کلی جو پژمردہ ہو چکی تھی نہ کھلی آہ میری پیاری سہیلی تم نہ تھیں۔

ٹھنڈی ٹھنڈی ہوائیں چل رہی تھیں بھینی بھینی خوشبو آرہی تھی درختوں پر پرندے چہچہا رہے تھے پھولوں سے کے گرد تتلیاں اور بھونرے گھوم رہے تھے شبنم کے موتی چمک رہے تھے۔ لیکن آہ میری فضا خاموش تھی میرا دل اداس تھا کیونکہ میرے بزم طرب کی شمع اب پرائی ہو چکی تھی میری سب خوشیاں پامال ہو چکی تھیں میں بار بار اس شعر کو پڑھتی تھی سہ

ستم تو یہ ہے کہ اپنا تمہیں بنا نہ سکوں
جو چاہوں اے بھلا دوں تو پھر بھلا نہ سکوں

(دختر۔ ا۔ کرمانی)

وطن کی خبریں

نوٹ:- اعزا و احباب و دیگر اہل وطن سے جو باہر ہیں خواہ وطن میں گذارش ہے کہ اپنے یہاں کی قابل اندراج خبریں اور اطلاعات دفتر میں روانہ کر کے مشکور کرتے رہیں۔ (اڈیٹر)

موسم:- سردی اب پورے شباب پر ہے۔ دھوپ میں بیٹھنا ناگوار نہیں معلوم ہوتا بلکہ بڈھے اور کمزور حضرات دھوپ کے پیچھے پیچھے پھرتے ہیں اور بعد غروب آفتاب آگ سے بھری انگیٹھیوں سے کمروں اور دالانوں کو گرم کیا جاتا ہے۔ جس روز ہوا تیز چلتی ہے سردی اور بھی بڑھ جاتی ہے۔ مجموعی طور پر موسم اچھا ہے۔

آب و ہوا:- بفضل تعالےٰ اچھی ہے۔ البتہ کچھ بچوں کے چیچک نکلنے کی اطلاعات ملی ہیں۔ اللہ اپنا فضل رکھے۔

مسلم لیگ:- صوبہ مسلم لیگ پولٹیکل کانفرنس الہ آباد میں کاکوری کے مندوبین میں سے حسب ذیل ڈیلیگیٹ شرکت کیلئے الہ آباد گئے تھے۔ قاضی راشد علی خاں عباسی بی۔اے، مسٹر محبوب الرحمن خاں سبحانی، مولوی سید مشیر الدین بیگم قاضی راشد علیخاں عباسی، ان لوگوں کی زبانی معلوم ہوا کہ الہ آباد میں یو۔پی مسلم لیگ کا عظیم الشان اجتماع پوری شان و شوکت کے ساتھ انعقاد پذیر ہوا۔ پانچوں اجلاس بہت کامیاب رہے۔ مسلم خواتین کانفرنس کا جلسہ بھی ہر حیثیت سے کامیاب بیان کیا جاتا ہے۔ جلوس وغیرہ اور دنگل کے مظاہرے بہت خوب تھے۔ بانک۔ پٹا۔ لکڑی چلانا اور دیگر جسمانی ورزشیں قابل دید تھیں۔ اپنے فن کے ماہرین کو

یاد دہانی:- عید کے اجتماع کو نہ بھولئے گا سالہائے گذشتہ کی طرح بروز عیدالضحیٰ ۳ بجے سہ پہر کو بمقام مولوی محلہ بارہ دری جناب قاضی فضل... صاحب بہادر مع اعزا و احباب تشریف لا کر مثل سابق اجتماع کو کامیاب و پُر رونق بنانا اہل وطن کا فرض ہے۔

بکثرت تمغہ جات کے علاوہ بہت سے نقرئی کپ بھی کانفرنس کی جانب سے بطور انعام کے دیے گئے۔ پنڈال کی سجاوٹ و آراستگی، صدر منتخب کا استقبال، اراکین کونسل کا استقبال مندوبین اور مہمانوں کی مہمان نوازی بہت قابل تعریف کہی جاتی ہے۔ (رپورٹر)

ٹورنامنٹ:۔ ہیڈ ماسٹر صاحب پرائمری اسکول، املی تلہ کاکوری نے حسب ذیل رپورٹ بغرض اشاعت بھیجی ہے:۔

۲۱ر دسمبر [illegible]ء کو حلقۂ کاکوری کے پرائمری اسکولوں کا ٹورنامنٹ فائنل اسکول گراؤنڈ پر ہوا۔ قرب و جوار کے تمام اسکولوں نے شرکت کی تھی۔ ڈرل۔ بیزم۔ اسکاؤٹنگ رسہ کشی، ہائی جمپ۔ لانگ جمپ وغیرہ کے مظاہرے ہوئے رسہ کشی میں خوب خوب مقابلے ہوئے۔ فائنل میں کاکوری کے دونوں پرائمری اسکولوں (برگد تلہ و املی تلہ) کا مقابلہ ہوا سخت کشاکش کے بعد املی تلہ اسکول کامیاب ہوا۔ ڈرل کے مقابلے میں بھی املی تلہ اسکول اول رہا۔ املی تلہ اسکول کے طلبہ مارچنگ اور مارک ٹائم میں خوب مشاق تھے۔ اسکاؤٹنگ میں بھی املی تلہ اول آیا۔ مثل سال گذشتہ اس سال بھی املی تلہ اسکول ہر مقابلہ میں اول رہا۔ ان تمام کھیلوں میں کامیابی کا سہرا مولوی ممتاز علی نائب مدرس املی تلہ اسکول کے سر ہے۔ چنانچہ جناب ڈپٹی انسپکٹر صاحب نے اپنی تقریر میں املی تلہ اسکول کی کامیابی پر مسرت کا اظہار فرمایا۔ ہیڈ ماسٹر صاحب فائنل اسکول کی خوش انتظامی اور حکامان ضلع یعنے چیرمین صاحب ایجوکیشن کمیٹی ڈپٹی انسپکٹر صاحب مدارس اور تحصیلدار صاحب ملیح آباد کی موجودگی سے بچوں میں کافی جوش و خروش پیدا ہو گیا تھا اگر اسی طرح افسران سررشتہ تعلیم اظہار دلچسپی کرتے رہیں تو طلبہ تندرستی و چستی میں کافی فوائد حاصل کر سکتے ہیں (ہمکو دلی مسرت اسوقت ہوگی جب ہم املی تلہ اسکول کی تعلیمی معیار میں اول آنے اور طلبہ کے ذہنی و دماغی قابلیت میں کامیاب ہونے کی اطلاع سنیں گے۔ اڈیٹر)

انجمن اخوان الصفا:۔ منشی انوار احمد صاحب سکریٹری نے حسب ذیل اطلاع بغرض اشاعت بھیجی ہے:۔ انجمن کی مجلس انتظامیہ کا ایک جلسہ ۲۲ر دسمبر [illegible]ء کو زیر صدارت منشی انعام علی صاحب علوی بمقام کوٹھی منشی مومن علی مرحوم انعقاد پذیر ہوا۔ علاوہ صدر و سکریٹری کے مولوی جمیل الدین صاحب، منشی احترام علی صاحب، قاضی فاروق حسن صاحب نے جلسہ میں شرکت کی تھی۔ حسب ذیل تجویز منجانب صدر پیش ہو کر بالاتفاق منظور ہوئی:۔

"انجمن اخوان الصفا کی مجلس انتظامیہ کا یہ جلسہ مولوی تحسین الدین علوی بی۔ اے۔ کے ناوقت انتقال پر اپنے انتہائی حزن و ملال کا اظہار کرتا ہے۔ مرحوم انجمن کی انتظامیہ کمیٹی کے بہت سرگرم ممبر تھے اور ہمیشہ انجمن کے کاموں میں انتہائی دلچسپی لیتے تھے۔ انکی ناوقت موت نے قصبہ کے نوجوان طبقہ کو سخت نقصان پہونچایا اور اسکی تلافی عرصہ تک ممکن نہیں یہ جلسہ مرحوم کے اعزا سے اپنی دلی ہمدردی کا اظہار کرتا ہے اور خدا سے دعا کرتا ہے کہ مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر عطا فرمائے۔

یہ بھی طے پایا کہ مذکور الصدر تجویز کی نقول مرحوم کے اعزا کے پاس اور کاکوری اخبار میں بغرض اشاعت بھیجی جائیں"

تبادلہ:۔ منشی بشیر احمد علوی، بی۔ اے، کریم نگر (دکن) اسکول سے عثمان آباد (دکن) تبدیل ہو کر گئے ہیں اور مولوی خلیل احمد عباسی، سب انسپکٹر پولیس کا مانڈل (ریاست اودے پور) سے ہیر گڈھ تبادلہ ہوا ہے۔

صحت و تندرستی:۔ (۱) والدہ مولوی ضمیر الدین علوی کو اب بخار نہیں آتا۔ پیشاب کی زیادتی میں بھی کمی ہے لیکن جگر میں ابھی کچھ ورم باقی ہے۔ ضعف و ناطاقتی میں بھی کمی معلوم ہوتا ہے۔ باری تعالے بقیہ شکایات بھی جلد دفع فرمائے۔

(۲) قاضی انتظار علیخانصاحب عباسی کے متعلق دریافت ہوا ہے کہ کلکتہ کی آب و ہوا اور وہاں کے طبیب کی مجوزہ

دواؤں سے موصوف کی صحت پر نمایاں اثر ہوا ہے۔ طبیعت بحال ہے اور شکایات میں بڑی حد تک کمی ہے۔

(۳) منشی منظر اطہر و منشی علی اطہر اخلاف حاجی انوار علی علوی (ناظم تعلقہ) کے بڑی چیچک نکل آئی تھی معلوم ہوا ہے کہ بفضلہ دونوں بچے اچھے ہیں۔ چیچکیں مرجھا گئی ہیں۔ علی اطہر کی ٹھوڑی پر کھجلانے سے زخم پڑ گئے تھے اسکی تکلیف ابھی کچھ باقی ہے۔

علالتیں :- (۱) ریاست اودے پور سے اطلاع آئی ہے کہ جلیل احمد عباسی خلف مولوی خلیل احمد عباسی کو عرصہ سے بخار آرہا ہے اب ڈاکٹروں اور یونانی اطبا نے بھی پرانی حرارت تجویز کی ہے اور پھیپھڑے بھی کمزور بتائے ہیں۔ انجکشن ہو رہے ہیں جس سے بخار میں کمی ہے۔ اللہ تعالےٰ صحت عاجلہ و کاملہ عطا فرمائے۔

(۲) قاضی راشد علیخاں کا دوسرا کورس دس انجکشنوں کا بھی ختم ہو رہا ہے آئندہ ہفتہ میں خیر آباد ڈاکٹر معالج کو دکھانے جائینگے خدا کرے اب شکایت دفع ہو گئی ہو اور ڈاکٹر کو دفعیہ مرض کا یقین ہو جائے اور آنکھ پوری طور پر صاف ہو کر مثل سابق کام دے۔

(۳) اہلیہ مولوی سید مقبول الدین صاحب اب کاکوری آگئی ہیں یہاں کسی شاہ صاحب کا علاج ہے۔ منہ میں درد جب زیادہ ہوتا ہے تو بہت اذیت ہوتی ہے۔ خدا کرے یہ علاج مفید ہو اور مرض بالکل دفع ہو جائے۔

(۴) والدۂ مولوی خلیل احمد عباسی کو گذشتہ عشرہ میں پھر تکالیف بڑھ گئی تھیں اور قلبی و تشنجی دورے کئی بار ہوئے پیشاب بھی زیادہ ہوا ضعف بڑھ گیا ہے۔ حکیم مشیر الحسن علوی معالج ہیں۔ اللہ تعالےٰ اس علاج سے صحیح و تندرست فرمائے۔

متفرقات :- (۱) کلکتہ کی تحریرات سے معلوم ہوا ہے کہ یقین الدین سلمہ کے خون اور پاخانہ و پیشاب کی جانچ ہو چکی ہے ابھی پورے طور پر ڈاکٹر معالج نے رائے نہیں قائم کی ہے خدا کرے عزیز مذکور کی آنکھوں میں بینائی پیدا ہونے کی صورت پیدا ہو جائے اور کلکتہ سے وہ کامیاب واپس آئیں۔

(۲) بڑے دن کی تعطیل میں حسب ذیل لوگ وطن آئے تھے بعد ختم تعطیل اپنے اپنے مستقر پر واپس گئے :-

حامد علی عباسی ایچ۔ سی۔ ایس لاہور سے۔ مولوی حامد حسن علوی اورنگ آباد (دکن) سے۔ منشی معین احمد علوی الہ آباد سے۔ مولوی ضیاء الحسن علوی ایم۔ اے مع متعلقین اور اپنے صاحبزادے مولوی حسن ابن ضیاء علوی کے چند گھنٹوں کے لئے آئے تھے۔ منشی اشتیاق علی علوی علیگڈھ سے (ان کا قیام ابھی ہے) منشی عبد الرحمٰن علوی بی۔ اے گونڈہ سے۔ منشی عبد العزیز علوی امروہہ سے۔ شیخ شوکت علی عباسی و منشی یونس حسن علوی

(۳) جناب حافظ شاہ اکرام علی قلندرؒ کا سالانہ فاتحہ ۲۸ر دسمبر سنہ ۴۲ء کو تکیہ شریف پر مثل خاندانی بزرگوں کے بعد نماز مغرب ہوا تھا اور حاضرین کو حسب دستور پلاؤ تقسیم کیا گیا اور قصبہ میں کھانے بھی گھروں پر بھیجے گئے۔ بعد نماز عشا قوالی کی محفل ہوئی اور صبح کو قرآن خوانی بھی ہوئی تھی۔

(۴) منشی راشد علی علوی نے اپنے خالہ زاد بھائی میر حامد علی عباسی ایچ۔ سی۔ ایس کے اعزاز میں ۳۰ر دسمبر کی شام کو اپنے مکان چاند محل میں دعوت عصرانہ دی تھی۔ جسمیں بہت سے اعزا و احباب نے شرکت کی تھی۔

حادثات :- ۱۷ اور ۱۸ر دسمبر سنہ ۴۲ء کی درمیانی شب میں ۳ بجے بمقام لکھنؤ مولوی تحسین الدین علوی بی۔ اے نے طویل علالت کے بعد عین عالم شباب میں داعی اجل کو لبیک کہی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم بڑے ہونہار۔ سلیم الطبع نیک نفس۔ خوش اخلاق۔ ملنسار اور مہذب نوجوان تھے یہ انکی عادات ثانیہ تھیں اور اپنے حلقۂ احباب میں بہت زیادہ ہر دلعزیز تھے جو ایک بار اُن سے مل لیتا تھا وہ اُن کا گرویدہ ہو جاتا۔ تھوڑے عرصہ قبل یو۔ پی سکریٹریٹ کے دفتر میں ملازم ہو گئے تھے۔ مرحوم کے افسران بالا اور ساتھی اُن سے بیحد خوش اور معترف پائے گئے۔ مرحوم کو شعر و شاعری سے بھی

لگاؤ تھا۔ علاوہ حضرت نیّر مرحوم کے شاگردوں میں تھے۔ جو کچھ کہتے تھے خوب کہتے تھے۔ مضامین نگاری کا بھی شوق تھا مرحوم کے نظم و نثر سے ذہانت و طباعی پائی جاتی تھی۔ بہتر سے بہتر علاج ہوا۔ موسم گرما میں پہاڑ پر بھی گئے۔ لیکن موت کا علاج کہاں میسر۔ افسوس صد ہزار افسوس مرحوم کی نا وقت موت نے اُن توقعات کو جو اُن کی ذات سے اُن کی بیوہ ماں، شفیق ماموں اور بہن بھائیوں کو تھیں ختم کر دیا اور خاندان کے ایک درخشندہ ستارہ کو زیر زمیں ہمیشہ کے لئے سپرد کر کے صرف اخلاق حسیدہ اور ذوق علمی کو یادگار چھوڑ گئے۔ ہم اس جانگداز حادثۂ جوان مرگی میں اپنے دلی رنج و قلق کا اظہار کرتے ہوئے غمزدہ ماں، دل گرفتہ بوڑھے ماموں اور بہن بھائیوں و دیگر اعزا سے رسم تعزیت ادا کرتے ہیں اور بارگاہ رب العزت میں مرحوم کی مغفرت اور پسماندوں کو صبر جمیل کی توفیق عطا ہونے کی دعا کرتے ہیں۔ مرحوم کی لاش لکھنؤ سے کاکوری لائی گئی اور خاندانی قبرستان میں سپرد خاک ہوئی۔

(۲) اہلیہ مولوی زکی الدین خاں مرحوم نے ۲۰ر و ۲۱ر دسمبر ۱۹۲۹ء کی درمیانی شب میں ۸ بجے ۹۰ برس کے سن میں انتقال کیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ بڑی نیک نفس بی بی تھیں اور پابند صوم و صلوٰۃ۔ علالت کا سلسلہ بہت عرصہ سے تھا اور سب سے بڑی بیماری سن و سال کی زیادتی تھی جس نے تمام اعضائے رئیسہ کو تقریباً بیکار کر دیا تھا۔ کاکوری میں مردوں اور عورتوں میں سب سے مسن بی بی تھیں۔ اپنے گھر اور خصوصاً محلہ میں مرحومہ کی ذات بڑی غنیمت اور متبرک تھی۔ ہم کو اس حادثہ میں مرحومہ کے صاحبزادوں اور صاحبزادیوں و دیگر اعزا سے دلی ہمدردی ہے اور رسم تعزیت ادا کرتے ہوئے مرحومہ کے لئے مغفرت جملہ اعزا و پسماندگان کو صبر و سکون حاصل ہونے کی دعا کرتے ہیں۔

(۳) دلی رنج و افسوس سے یہ خبر سنی گئی کہ خانصاحب عبد الباری خاں ملیح آبادی نے ۲۱ر و ۲۲ر دسمبر کو ۱۰ بجے شب میں انتقال کیا۔ انا للہ وانا

[illegible]

(بقیہ صفحہ ۴ کالم ۲)

ایک شعلہ سا گرا شیشے سے پیمانے میں
وہ کرن پھوٹی سویرا ہوا میخانے میں

سر رہے اختیار میں سجدہ وہ سجدہ ہی نہیں
بندگی اور بقیہ ہوش کھیل ہے بندگی نہیں

واعظ سادہ لوح کی ہائے ری چیرہ دستیاں
مے کو بتا رہا ہے تلخ ظلم ہے کہ پی نہیں

وہ رنگیں دہن وہ تراوش سخن کی
مہک نکلے گویا شگفتہ کلی سے

شروع محبت ارے توبہ توبہ
قیامت گذر جائے کوئی نہ جانے

یہ عشق کا صدقہ ہے جو اس درجہ حسیں ہے
کہتے ہیں جسے حسن وہ خود کچھ بھی نہیں ہے

رگ رگ میں عوض خون کے مے دوڑ رہی ہے
وہ دیکھ رہے ہیں مجھے مخمور نظر سے

یوں آنکھ سے اک اشک یہ بہ آیا ہے ظالم
جس طرح جنازہ کوئی نکلے بھرے گھر سے

لپٹ جائیں ابد سے مر کے اللہ یہ سمجھے
وہ دیکھ رہے ہیں مجھے مانوس نظر سے

ایک ہنگامہ ہے بالائے فلک
خاک مسجود ہوئی جاتی ہے

وسعت شوق مقابل اُنکے
کتنی محدود ہوئی جاتی ہے

کعبۂ دل میں کسی کی صورت
میری معبود ہوئی جاتی ہے

تجھ کو پا کر مری دنیائے خیال
شئے موجود ہوئی جاتی ہے

تجھ کو برباد تو ہونا تھا بہر حال خمار
ناز کر ناز کہ اُس نے تجھے برباد کیا

کہانی میرے ہی گذرے ہوئے ایام رنگیں کی
مجھی کو اب حدیث دیگراں معلوم ہوتی ہے

بلا کچھ سوچے سمجھے ایک ہو جاتی ہیں دو روحیں
محبت اتحاد ناگہاں معلوم ہوتی ہے

پیے جا اسی طرح آنسو پیے جا
چھلکنے نہ پائے شراب محبت

تغافل بہ ظاہر تلطف بہ باطن
سلامت رہے یہ حجاب محبت

بھلاتے تھے انکو بھلا بیٹھے خود کو
ہمیں پر پڑا خود عذاب محبت

(سید محمد مشیر الدین نے یونائیٹڈ انڈیا برقی پریس لکھنؤ میں باہتمام سید توسل حسین چھپوا کر دفتر کاکوری اخبار مولوی محلہ (لال علی) کاکوری سے شائع کیا)